

{ تحریر: الدكتور محمد عجاج الخطيب
ترجمہ: جناب محمد مسعود عبدآء }

قسط (۶)

اسماء وصفات باری تعالیٰ

اسماء اللہ الحسنى کے معانی

۵- القدوس :

یعنی تمام عیوب سے پاک اور منزہ۔ ”القدوس“ بھی اسم ببالغہ بروزن ”فعل“ ہے۔ تمام فضائل و محاسن سے مدوح ذات ”القدوس“ کے معنی ہیں۔ ”قدوس“ کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔ بعض نے اس کا معنی المبارک بھی کیا ہے۔

”تقدیس“ ”تسبیح“ کو شامل ہے، کیوں کہ ”تسبیح“ تمام عیوب و نقائص سے منزہ قرار دینے کا نام ہے۔ اسی طرح تسبیح، تقدیس کو شامل ہے۔ اس لیے کہ ہر مذموم صفت کی مکمل نفی، گویا مدوح کی ہر قسم کی مدح کا اثبات ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ:

”لا شریک لہ ولا شبیہ“

”اس (ذات باری تعالیٰ) کا نہ کوئی شریک ہے نہ شبیہ!“

اس نافی میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کا اثبات ہے۔ اسی طرح اگر ہم کہیں کہ:

”لا یجزأ شیء“

”اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی!“

تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے قادر و قوی ہونے کا اثبات ہے۔ یا مثلاً ہم کہتے ہیں کہ:

”اِنَّهُ لَا يَظْلَمُ أَحَدًا“

”وہ (اللہ تعالیٰ) کسی پر ظلم نہیں کرتا!“

تو یہ گویا اس کے تمام فیصلوں میں عادل ہونے کا اثبات ہے!
اسی طرح ہر قسم کی مدح کا اثبات، گویا ہر مذموم صفت کی نفی ہوگا۔ مثلاً اگر ہم کہیں:
”اِنَّهُ عَالِمٌ“

”اللہ تعالیٰ عالم ہے!“

تو اس میں ”جہالت“ کی مذموم صفت کی نفی ہے!

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ: ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ هَ اللَّهُ الْقَمَدُ“ (کہہ دیجئے، وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے) میں اللہ تعالیٰ کی تفسیر ہے ”كَمْ يَلِدًا وَكَمْ يُؤَلِّدُ الْيَتٰمٰی السُّعْرٰی وَهَلْ كِي تَنْزِيهٍ“ اور اس کی تفسیر ہے۔ اس تقدیس و تسبیح کا امتزاج اللہ رب العزت کی بیکٹائی، اس کی توحید کے اثبات، نیز اس کے شریک و شبیہ کی نفی کے معنوں پر مشتمل ہے۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

”ان النبي صلى الله عليه وسلم بعث رجلاً على سرية، وكان لا يقدر
باصحابه في صلاتهم — تعنى يختم — الا يقبل هو الله احدا،

فلما رجعوا ذكروا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: سلوة

لا تى شئى يصنع ذلك؟ فسألوه فقال: لا تها صفة الرحمن فانا احببان

اترأها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: اخبروا ان الله تبارك وتعالى

يحيتى — اخبرجه البخارى!“

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کو ایک سریتہ پر بھیجا، جو ہر نماز کی

قرأت کے آخر میں ”قل هو الله احد“ پڑھتا تھا۔ واپسی پر صحابہ کرام نے

اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے فرمایا، ”اس

سے پوچھو، وہ ایسا کس لیے کرتا ہے؟“ صحابہ کرام نے اس سے پوچھا تو اس

نے جواب دیا، ”اس لیے کہ یہ (سورۃ الاخلاص) رحمان کی صفت ہے اور اس

کا پڑھنا میرے نزدیک انتہائی محبوب ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے خبر پوچھا دو کہ اللہ رب العزت بھی اس سے محبت کرتے ہیں!

”القدّوس“ کی عظمت میں حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) جنہوں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں گزار دی، سے مروی ایک حدیث ہے، چچہ اس رات کا حال یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید سے بیدار ہوئے تو آپ اپنے بستر پریدھے ہو کر بیٹھ گئے، مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور تین مرتبہ سبحان الملک

القدّوس“ پڑھا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ اہل عمران کی آیات ”اِنَّ رِفِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِیْنَ“ سے لے کر آخر سورہ تک تلاوت فرمائی۔“

”سُبُّوحٌ“ بھی ”قُدُّوسٌ“ کے معنوں میں ہے۔ یعنی وہ ذات، جو ان تمام عیوب و نقائص سے منزہ ہے جو حادثات اشیاء کو لاحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رکوع و سجود میں ”سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحِ“ پڑھنا بھی ثابت ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ بیان فرماتے ہیں:

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الوتر قال: سبحان الملک القدّوس!“

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کا سلام پھیر کر پڑھتے: سبحان الملک القدّوس!“

— ہم اللہ رب العزت سے، اس کی بہترین تسبیح و تقدیس بیان کرنے کی توفیق

کے طالب ہیں!

لہ الاسماء والصفات ص ۳۸، الاذکار للنووی ص ۲۰۔

لہ الاسماء والصفات ص ۳۷ — الاذکار ص ۲۲۔ سنن النسائی ج ۲، ص ۱۴۹،

۱۷۸۔

لہ الاذکار ص ۷۴۔

۶۔ السلام:

مصدر ہے، سلامتی میں مبالغہ کی حد تک تعریف کے لیے آتا ہے۔ یعنی ایسی سلامتی، جو مخلوق کو لاحق ہونے والے ہر قسم کے عیب، فنا وغیرہ سے قطعی مبرا ہو۔ چنانچہ اللہ رب العزت اپنی ذات، اپنی صفات اور اپنے افعال میں کامل سلامتی ہیں۔

”السلام“ دراصل ”السلامة“ ہے، جیسے ہم کہتے ہیں:
”سَلِمَ، يَسْلَمُ، سَلَامَةً وَسَلَامًا“

جنت کو ”وار السلام“ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ سلامتی کا ایسا گھر ہے، جہاں کسی آفت کا تصور بھی ناممکن ہے۔

بعض اہل علم نے ”السلام“ کا معنی کیا ہے:

”السَّلَامُ عِبَادَةٌ عَنِ الْمَهَالِكِ“

”اپنے بندوں کو ہلاکتوں سے سالم (و محفوظ) رکھنے والا!“

— اسے ”سَلَّمَ الْخَلْقَ مِنْ ظُلْمِهِ“ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی ”اس نے

مخلوق کو ظلم سے سلامتی عطا فرمائی ہے“

جب کہ بعض نے اس کا معنی کیا ہے:

”السَّلَامُ عَلَىٰ عِبَادِهِ فِي الْجَنَّةِ!“

”جنت میں اپنے بندوں کو سلام پہنچانے والا!“

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

”سَلِّمْ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ“ (یس: ۵۸)

”(جنت میں بندوں کو) مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا!“

میں کہتا ہوں، یہ تمام معانی، جو بیان ہوئے ہیں، سب کے سب اسی ”السلام“ میں

سمیٹے ہوئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ تحفۃ الاعدوی ج ۹ ص ۴۸۳، الاسماء والصفات ص ۳۵، منقذ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۔

۲۔ دیکھئے فتح القدر ج ۵ ص ۲۰۷۔

”هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ جَلَّ جَلَالُهُ أَلَمَّا تَدُسُّ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيَّمِينَ الْعَزِيزُ الْحَبَّارُ الْمَتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ“

(الحشر: ۲۳)

”وہ اللہ جس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، بادشاہ (حقیقی) پاک فئات
(ہر عیب سے) سلامتی ہی سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست،
بڑائی والا، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے!“
ثوبانؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

”كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انصرف من صلواته استغفر ثلاثا وقال:

”اللهم انت السلام ومنك السلام، تباركت يا ذا الجلال والإكرام“

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز (فرض) سے فارغ ہوتے تو تین بار
استغفار پڑھتے، پھر فرماتے: ”اللهم انت السلام... الخ“ یعنی ”اے
اللہ تو سلامتی ہی سلامتی ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے۔ اے جلال و
اکرام والے، تو بڑی ہی برکت والا ہے!“

جب کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن سعوف (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے:

”كنا نصلي خلف النبي صلى الله عليه وسلم فنقول: السلام على الله، فقال

النبي صلى الله عليه وسلم: ان الله هو السلام، ولكن قولوا التحيات لله

والصلوات والطيبات، السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته،

السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، اشهد ان لا اله الا الله، و

اشهد ان محمدا عبدا ورسوله“

”ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہا کرتے: ”السلام

على الله“ (اللہ تعالیٰ پر سلام ہو)۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”ان الله هو السلام!“ (اللہ رب العزت تو خود ”السلام“ ہیں)۔

بلکہ یوں کہیے : التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الخ! یعنی :

”بدنی، فولی، مالی عبادتیں سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اے نبیؐ، آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں!“

۷۔ المؤمن :

یعنی وہ اللہ جو اپنے بندوں سے کیے گئے وعدوں کو سچا کرنے والا ہے۔ اس کا تعلق یا تو ایمان و تصدیق سے ہے اور یا امان سے۔ چنانچہ قیامت کے دن وہ اپنے بندوں کو اپنے عذاب سے امن ہیا فرمائے گا۔ جب کہ ”امن“ ”خوف“ کی ضد ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے :

”المصداق لرسوله باظهار المعجزات!“

”معجزات کے ظہور کے ذریعے اپنے رسولوں کی تصدیق کرنے والا!“

— اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ :

”المصداق للمؤمنين بما وعدهم من الثواب، والمصداق للكافرين بما وعدهم من العذاب“

”مؤمنوں سے ثواب، اور کافروں سے عذاب کے وعدوں کو سچا کرنے والا (روزِ قیامت، عملاً ان پر مہر تصدیق ثبت فرمانے والا)!“

— سبحانه وتعالى الصادق الوعد الملك الحق المبين !

”پاک ہے وہ اللہ، بلند ہے، وعدوں کو سچا کرنے والا ہے، بادشاہ برحق ہے، (حق کو) ظاہر کرنے والا ہے!“

(جاری ہے)

۱۔ دیکھیے، مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷۹، فتح القدير ج ۵ ص ۲۰۷، تحفة الاخوان ج ۹ ص ۸۸۳۔